www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

موضوع پر نہایت گرانقدر کتاب ہے۔ قرآن حکیم سے شغف رکھنے والے اردو دان طبقے اور عربی زبان کے طلبہ کے لیے تو یہ ایک ایسا گراں بہا تحفہ ہے جس کا کوئی بدل ہی نہیں اور ہماری ناچیز رائے میں اس کتاب سے علماء کی معلومات میں بھی اضافہ ہو گا۔ کتاب صوری و معنوی ہر طرح کی خوبیوں سے مالا مال ہے۔

اس کتاب میں مترادفات کی لغت اور ان کے مطالب و مفاہیم کا سلسلہ اور اردو عنوانات کے تحت بہ ترتیب حروف تہجی ا سے ی تک ۹۰۴ صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔ باقی کے سو صفحات چند نہایت مفید ضمیموں پر مشتمل ہیں۔ ضمیمہ نمبر۱ میں قرآن میں مذکور ۲۷ انبیاء و رسل کے مختصر حالات زندگی، فرشتوں جبریل، میکائیل، ہاروت و ماروت وغیرہ کا تذکرہ، کتب سماوی، ذوالقرنین، حضرت مریم، حضرت زید، لقمان، طالوت، ابولہب، جالوت، سامری، فرعون، قارون اور ہارون کے تذکرے، معبودان باطل، مختلف ملکوں، شہروں علاقوں، پہاڑوں اور وادیوں وغیرہ کی تفصیل درج ہے ضمیمہ نمبر۲ میں قرآن میں مذکور جانوروں، پرندوں، درختوں، پھلوں، ہتھیاروں، رنگوں، گھریلو اشیاء، اور اعضائے بدن وغیرہ کی تفصیل ہے۔ ضمیمہ نمبر۳ لغت ذوی الاضداد پر مشتمل ہے ضمیمہ نمبر۴ میں افعال کے ع کلمہ کی حرکت یا مصدر کی تبدیلی سے معانی میں تبدیلی کی تفصیل ہے ضمیمہ نمبر۵ متفرقات پر مشتمل ہے مثلاً غلط العام، چند محاورات، مشکل مادے مشتبہ الفاظ وغیرہ درج ہے۔ بلا شبہ ان ضمیموں نے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کو دارین میں اس تالیف کا اجر عطا فرمائے (آمین) ہمیں امید ہے کہ ملک کے تعلیمی ادارے، کتب خانے اور اہلِ علم حضرات اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر مؤلف کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

(۷)

ماہنامہ حرمین، جہلم — تبصرہ نگار: اکرام اللہ ساجد کیلانی — جون ۱۹۹۳ء

مولانا عبدالرحمان کیلانی آج سے چند ہی سال پیشتر محض ایک خوشنویس تھے، اور کتابت ہی ایک طویل عرصہ تک آپ کا شغل اور ذریعہ آمدنی رہا۔ آپ نے مختلف رسم الخط میں قرآنِ مجید کے کئی نسخے اپنے ہاتھ سے کتابت کیے، اسی دوران اپنے بیٹوں کو دینی و دنیوی اعلیٰ تعلیم بھی دلوائی ـــــ ہونہار اور صالح اولاد نے بفضلِ ایزدی جب آپ کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا تو اچانک آپ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس میدان میں آپ کی "آمد" "دیر آید، درست آید" کی مصداق ثابت ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (۵/۸) — اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔

ماحصل (۱) حَرَّضَ : ایسی بات پر ترغیب دینا کہ اس کا نہ کرنا ہلاکت و تباہی کا موجب ہو۔
(۲) حَثَّ : سواری وغیرہ کی رفتار تیز کرنے کیلیے۔
(۳) حَضَّ ، سواری کے سوا باقی اچھے کاموں کی ترغیب کے لیے۔
(۴) اَزَّ : برے کاموں پر یوں ابھارنا کہ احساس بھی نہ ہو۔
(۵) جَرَمَ ، گناہ کے کاموں پر ابھارنے اور اشتعال دلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ آتارنا۔ اترنا

اترنا کے لیے نَزَلَ اور تَنَزَّلَ، حَلَّ اور هَبَطَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ نَزَلَ : اترنا معروف لفظ ہے۔ بلندی سے کسی چیز کا نیچے آنا (مف) اور اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ (نزول کی ضد صعود بھی ہے اور عروج بھی۔ قرآن میں ہے :

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا۔ (۵۷/۴) — اور جو چیز آسمان سے اترتی اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے۔

اور تَنَزَّلَ بِہٖ بھی نَزَلَ بِہٖ کا ہم معنی ہے۔ اور فرشتوں اور احکاماتِ الٰہی کے نزول کے لیے یہ دونوں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

(۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (۲۶/۱۹۳) — اسے امانتدار فرشتہ لے کر اُترا۔

(۲) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ (۹۷/۴) — اس رات میں رُوح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔

لیکن شیطانی القاء کے لیے صرف تنزّل بہٖ ہی آئے گا (مف) ارشاد باری ہے :

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (۲۶/۲۲۱-۲۲۲) — میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؛ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔

۲۔ حَلَّ : کے بنیادی معنی "گرہ کھولنا" ہے اور اس کی ضد "عَقَدَ" یعنی گرہ باندھنا ہے۔ اربابِ حل وعقد عام فہم لفظ ہے بمعنی صاحبانِ بست وکشاد۔ اور سامان باندھنے اور کھولنے کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ مسافر سامان باندھ کر سفر پر جاتا ہے اور جہاں فروکش ہوتا ہے تو سامان کھول دیتا ہے۔ لہٰذا حَلَّ کا لفظ فروکش ہونے اور اترنے کے مفہوم میں استعمال ہونے لگا (م ل) اور جس طرح مسافر کسی جگہ فروکش ہو کر سامان کھولتا ہے۔ اسی طرح حَلَّ کا لفظ کسی کام کے نتیجہ کے طور پر بھی آتا ہے۔ کہا جاتا ہے من جرّب المُجرَّب حلّت به الندامة۔ یعنی جو آزمائے ہوئے کو آزمائے اس پر ندامت اترتی ہے۔ قرآن میں ہے :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔ بُرا لگنا

کے لیے نکر اور نقم کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ نکر میں بنیادی طور پر دو باتیں پائی جاتی ہیں۔(۱) اجنبیت (۲) ناگواری۔ اور اَنکَرَ کے معنی انکار کرنا بھی ہے اور اچنبھا سمجھنا بھی اور مُنکَر کے معنی ہر وُہ بات جو عام معاشرہ کی نگاہوں میں ناپسندیدہ ہو یا جسے شریعت نے ناپسندیدہ قرار دیا ہو۔ اور نُکُر بمعنی ایسی بُری بات جو ہر ایک کو ناگوار ہو اور بُری لگے۔ قرآن میں ہے:

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ (۵۴/۶)	تو تم ان (کافروں سے) منہ پھیر لو اس دن تک جب بلانے والا ایک ناپسندیدہ بات کی طرف بلائے گا۔

۲۔ نَقَمَ اور نَقِمَ بمعنی کسی چیز کو بُرا سمجھنا (مف) اور بمعنی مکروہ جاننا۔ عیب لگانا، ملامت کرنا، سزا دینا (منجد) گویا نِقْمَۃ ایسی ناگوار بات کو کہتے ہیں کہ کسی کو بری لگے، کسی کو نہ لگے۔ خواہ یہ بات فی الواقعہ ناگوار ہو یا نہ ہو۔ پھر وُہ اس کے انتقام پر بھی اتر آتے اور نقمۃ بمعنی سزا، عذاب یا بدلہ بھی ہے۔ قرآن میں ہے:

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (۸۵/۸)	اور ان کافروں کو مومنوں کی صرف یہ بات بُری لگتی تھی کہ وُہ خدائے غالب و قابلِ ستائش پر ایمان لائے تھے!

ماحصل: (۱) نُکُر، ہر وُہ بات جو عام لوگوں کی نظروں میں ناگوار ہو اور اچنبھا بھی ہو۔

(۲) نقم: جو کسی خاص شخص کو بُری لگے اور وُہ اسے برداشت نہ کر سکے۔ اگرچہ فی الواقعہ بات بُری نہ ہو۔

۳۶۔ برابر۔ برابر ہونا۔ کرنا

کے لیے عَدْل، سَوَاء، سَوّٰی اور استوٰی کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ عَدْل، ایسی چیزوں میں برابری کو کہتے ہیں جن کا تعلق ماپ تول یا وزن سے ہو یا جن کا ادراک حواس ظاہری سے ہو سکے (مف) انہی حواس ظاہرہ کی بنا پر ہی عدل کو انصاف بھی کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ (۵/۹۵)	یا اُس کے برابر روزے رکھے تاکہ وُہ اپنے کرتوت کا مزہ چکھے۔

۲۔ سَوَاء اور استوٰی: حالت اور مقدار کی برابری کے لیے آتا ہے (مف۔ فق ل ۱۲۸) ارشادِ باری ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ (۲/۶)	جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لیے برابر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ وَلّٰی: منہ موڑنا، اعراض کرنا۔ دُور ہونا اور دور کر دینا۔ ارشادِ باری ہے:
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (۲/۱۴۴) سو اللہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے۔

۴۔ رَدَّ: ناقابل قبول ہونے کی وجہ سے پھیر دینا۔ لوٹانا۔ دفع کرنا۔ ارشادِ باری ہے:
وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ (۱۲/۶۵) اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ انکا سرمایہ واپس کر دیا گیا ہے۔

۵۔ لَفَتَ بمعنی کسی چیز کو دائیں یا بائیں موڑنا۔ اور لَفَتَ اور اِلْتَفَتَ بمعنی متوجہ ہونا۔ مڑ کر دیکھنا۔ چہرے کا رُخ پھیر کر نظر کرنا۔ (منجد) ارشادِ باری ہے:
(۱) قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا (۱۰/۷۸) فرعون کے درباری بولے (اے موسیٰؑ) کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو؟
(۲) وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ (۱۱/۸۱) تم میں سے کوئی شخص مڑ کر نہ دیکھے!

۶۔ أَفَكَ: بمعنی صحیح اور درست سمت سے پھیر دینا (مف) اور اِفْك جھوٹ اور بہتان کے معنی میں آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:
قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا (۴۶/۲۲) وہ (قوم عاد) بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو۔

ماحصل: (۱) تَقَلَّبَ: پہلی حالت کی پوری تبدیلی اور پہلے کام سے الٹ کام کرنا۔
(۲) صَرَفَ: محض رُخ پھیرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
(۳) وَلّٰی: اعراض کرنا۔ منہ موڑنا اور دُور ہونا۔
(۴) رَدّ: ناقابل قبول ہونے کی وجہ سے کوئی چیز پھیر دینا۔
(۵) لَفَتَ: دائیں یا بائیں موڑنا۔
(۶) أَفَكَ: صحیح رخ سے غلط رُخ کی طرف پھیرنا۔

نیز دیکھیے "منہ پھیرنا"

۳۹۔ پھسلنا۔ پھسلانا

کے لیے زَلَقَ اور اَزْلَقَ، زَلَّ اور اَزَلَّ۔ دَحَضَ اور اَدْحَضَ، هَالَ (هيل) اور رَاوَدَ کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ زَلَقَ: بمعنی پھسلنا۔ اور اس کی ضد ثَبَتَ آتی ہے (م۔ل) زَلَقَتِ الْقَدَمُ۔ پاؤں پھسل گیا اور زَلَقَ بَدَنَهٗ بمعنی بدن پر تیل وغیرہ مل کر پھسلاہٹ پیدا کرنا۔ اور مزلق ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پھسلن ہو جائے اور قدم جم نہ سکے۔ قرآن میں ہے:
وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ اور اس تمہارے باغ پر آسمان سے آفت بھیج دے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔ (۲۴/۳۱) — اور (مومن عورتوں کو) چاہیے کہ اپنے گریبانوں کو اوڑھنیوں سے اوڑھے رہا کریں۔

۲۔ جَلَابِيْب: واحد جِلْبَاب ۔ بمعنی چادر یا قمیص اور جَلْبَبَ بمعنی چادر یا قمیص پہنانا (منجد) جلباب دراصل وُہ بڑی چادر ہے جو سر سے پاؤں تک سارا بدن ڈھانپ سکے۔ ارشادِ باری ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (۳۳/۵۹) — اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مسلمان عورتوں سے کہدو کہ وُہ اپنی چادریں نیچے لٹکائے رکھیں تاکہ وُہ پہچانی جائیں اور نہ انہیں کوئی ایذا دے۔

۳۔ چارہ

کے لیے مَرْعٰی[1]، اَبّ[2] اور عَصْف[3] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ مَرْعٰی: رَعٰی بمعنی مویشی کا گھاس چرنا۔ اور مَرْعٰی کا لفظ چراگاہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور تازہ گھاس یا چارہ کے بھی (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِيْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى (۸۷/۵) — اور جس نے چارا اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا۔

۲۔ اَبّ: ایسی گھاس جو جانوروں کے چرنے اور کٹنے کے لیے بالکل تیار ہو (مف) اور صاحبِ منجد کے نزدیک اس لفظ کا اطلاق تروخشک ہر قسم کے چارہ پر ہوتا ہے جو مویشیوں کی خوراک ہو، مثلاً توڑی، گھاس، بھوسہ وغیرہ۔ یا ایسا چارہ جسے سٹاک کیا جا سکے۔ جو حیثیت انسان کے لیے فاکھة کی ہے وہی چارپایوں کے لیے اَبّ کی ہے۔ فاکھة بمعنی میوے خشک ہوں یا تر۔ اسی طرح اَبّ خشک و تر چارہ کے لیے آتا ہے (م-ق) قرآن میں ہے:

وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۔ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (۸۰/۳۱) — اور میوے اور چارا (بھی زمین سے نکالا۔ یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے لیے بنایا۔

۳۔ عَصْف: دانہ کے اوپر کے پردے اور چھلکے (م-ل) توڑی، بھوسہ۔ وغیرہ۔ اور عصف ماکول چارے کا وُہ حصہ یا ڈنٹھل ہیں۔ جو جانور چرنے کے آخر پر چھوڑ دیتے ہیں (عثمانیؒ) اور صاحبِ منجد کے نزدیک کھیتی کے تنے اور بھوسہ کے تنکے ہیں۔ عَصَفَ بمعنی ہوا کا تیز چلنا اور عَاصِفَه آندھی کو کہتے ہیں۔ اور آندھی جو گھاس پھوس اور اس کے تنکے اڑاتی پھرتی ہے وُہ بھی عَصْف ہے قرآن میں ہے:

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ (۱۰۵/۵) — تو اُن کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھُس۔

ماحصل: مَرْعٰی: تازہ چارہ کے لیے اَبّ: ایسے چارہ کے لیے جو خشک ہو رہا ہو۔ اور عَصْف چرنے کے بعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (۴/۱۰۵)	فیصل کرو۔

(یہاں "اَرٰی" سے مراد خداداد بصیرت بھی ہے اور وحی خفی بھی)

اور اَرٰی یُرَاءِ (رأی سے باب تفاعل) بمعنی ایک دوسرے کو دکھلانا۔ قرآن میں ہے:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (۴/۱۴۲)	اور منافق جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ڈھیلے ڈھالے کھڑے ہوتے ہیں۔ وُہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا ذکر تھوڑا ہی کرتے ہیں۔

اور رِیَاء بھی اسی معنی میں آتا ہے یعنی دکھلاوا کرنا۔ نمائش کرنا۔ ایسا کام کرنا جس کا مقصد ہی دوسروں کو دکھلانا ہو۔ قرآن میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ (۴/۳۸)	اور وُہ لوگ جو اپنا مال دوسروں کو دکھلانے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں۔

۲۔ بَصَّرَ: اس طرح دکھلانا کہ دوسرا پہچان اور سمجھ لے۔ احوال و آثار سے واقف کرنا (معت) قرآن میں ہے:

لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُّبَصَّرُوْنَهُمْ (۷۰/۱۱)	کوئی دوست دوسرے دوست کا پُرسانِ حال نہ ہوگا (حالانکہ) وُہ ایک دوسرے کو سامنے دیکھ رہے ہونگے

۳۔ تَبَرَّجَ: بَرَجَ بمعنی بلند ہونا۔ ظاہر ہونا (منجد) بُرج معروف لفظ ہے۔ اور تبرجت المرأۃ بمعنی عورت کا اجنبیوں کو اپنی زینت اور اپنے محاسن دکھلانا (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (۳۳/۳۳)	اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ اور جس طرح سے دورِ جاہلیت میں اظہارِ تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھلاؤ۔

ماحصل: (۱) اَرٰی اور اَرٰی: محض دکھلانے کے لیے۔

(۲) بَصَّرَ: اس طرح دکھانا کہ دوسرا پہچان جائے اور

(۳) تَبَرُّج: زیب وزینت کے دکھلانے کے لیے آتا ہے۔

۳۴ ——— دِین

کے لیے دِیْن، شَرِیْعَۃ اور مِلَّۃ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ دِیْن: دِیْن کا لفظ بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مختصراً یہ چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی کامل اور مکمل حاکمیت (۲) انسان کی مکمل عبودیت اور بندگی (۳) قانونِ جزا و سزا۔ اور (۴) اس قانونِ جزا و سزا کے نفاذ کی قدرت۔ پھر تو یہ لفظ کسی ایک معنی میں بھی آ جاتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ معانی میں۔ مثلاً اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (۳۹/۳) میں یہ لفظ چاروں مفہوم ظاہر کر رہا ہے۔ اب دین کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کچھ باتوں کا حکم دے، کچھ کاموں سے منع کرے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ ــــــ شرم گاہ

کے لیے فَرْج اور سَوْءَۃ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ فَرْج (ج فُرُوْج) فَرْج میں کشادگی کا تصور پایا جاتا ہے۔ فَرَجَ بمعنی کھولنا، کشادہ کرنا، کھلا کرنا (منجد) اور فَرْج بمعنی دو چیزوں یا ایک چیز کے دو حصوں کے درمیان وسعت۔ اور فرج الطریق بمعنی راستہ کا درمیانی حصہ۔ دیوار میں شگاف کو بھی فرج کہتے ہیں۔ اور دو ٹانگوں کے درمیان کشادگی کو بھی۔ پھر کنایہ کے طور پر فرج کا لفظ شرمگاہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے اسے حقیقی معنی سمجھا جاتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (۲۳/۵) اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۲۔ سَوْءَۃ: (سوء) سُوْء بمعنی ہر وہ چیز جو عقلی یا شرعی لحاظ سے بُری ہو یا دیکھنے میں بُری معلوم ہو اسی لحاظ سے انسان کے ستر کی چیزیں اگر ننگی ہوں تو اسے سوءۃ کہا جاتا ہے۔ اور سوءۃ کا اطلاق صرف شرمگاہ پر ہی نہیں ہوتا بلکہ تمام ستر کی چیزوں مثلاً عورت کے بدن اور پستانوں وغیرہ پر بھی اگر وہ ننگے ہوں تو ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (۷/۲۶) اے بنی آدم! ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور بدن کی زینت بنے۔

دُوسرے مقام پر ہے:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا (۷/۲۲) جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھا لیا تو اُن کے ستر کی چیزیں کھل گئیں۔

پھر اسی لحاظ سے سوءۃ کا لفظ انسان کی لاش کے لیے بھی استعمال ہوا ہے کہ وُہ بھی کچھ عرصہ گزرنے پر اگر دفن نہ کی جائے تو کریہہ المنظر بن جاتی ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ۔ (۵/۳۱) تو اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے۔

ماحصل: (۱) فرج: دو چیزوں کے درمیان کھلی جگہ۔ شرمگاہ۔

(۲) سَوْءَۃ: ستر کی چیزیں اگر کھلی ہوں۔ اور ہر وہ چیز جس کا ظاہر ہونا بُرا ہو۔

۸ ــــــ شریک

کے لیے خَلِیْط، شَرِیْک اور اَنْدَاد (نِدّ) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ خَلِیْط: خَلَطَ بمعنی ایک چیز کو دوسری میں ملانا (ضد خلص) اَلْخَلْط بمعنی لوگوں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳ــــــ کنارہ

کے لیے طرف[1]، حد[2]، حرف[3]، افق[4]، اقطار[5]، ارجاء[6]، شفاء[7]، معزل[8]، شاطی[9]، ساحل[10]، اقصا[11]، عدوہ[12] اور صدف[13] کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ طَرَف: بمعنی ہر چیز کی آخری حد۔ سرا۔ مکعب چیز کے گوشے۔ نوکدار پہلو۔ نگاہ۔ سمت (منجد) (ج اَطْرَاف) ارشادِ باری ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ (۱۱/۱۱۴) — اور دن کے دونوں کناروں (صبح و شام) کو نماز قائم کرو

۲۔ حَدّ: حَدَّ (السکین) بمعنی چھری کو تیز کرنا۔ اور حَدُّ السَّيْفِ بمعنی تلوار کی دھار۔ اور حَدّ بمعنی دو چیزوں کے درمیان کی روک۔ حَدَّ الْمَكَانَ اس نے مکان کی حد بنائی۔ اسی سے حدود اربعہ ہے یعنی چاروں طرف کی حدود۔ گویا حد کسی چیز کا انتہائی اور آخری کنارہ ہے جو اسے دوسری چیزوں سے جدا کرتا ہے۔ اور حُدُوْدُ اللهِ بمعنی اللہ کے وہ احکام جن سے تجاوز کرنا باعث گناہ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۲/۲۲۹) — اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے، وہ ہی ظالم ہیں۔

۳۔ حَرْف: حَرْفُ الْجَبَلِ بمعنی پہاڑ کا تیز سرا۔ بلند ترین چوٹی۔ کہتے ہیں فُلَانٌ عَلٰى حَرْفٍ مِّنْ اَمْرِهٖ یعنی فلاں شخص معاملہ کے کنارہ پر ہے یعنی اگر کوئی چیز بھی خلافِ مرضی ظاہر ہوئی تو اس سے کنارہ کش ہو جائے گا (منجد) تذبذب کی انتہائی منزل۔ ارشادِ باری ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ (۲۲/۱۱) — اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔ پھر اگر اسے کوئی (دنیوی) فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو اور کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائے۔

۴۔ اُفُق: اَفَقَ دو چیزوں کے اطراف کا دور اور آخری حد پر پہنچ کر آپس میں مل جانا (م۔ل) یا ایسا نظر آنا۔ اور اس ملے ہوئے کنارے کو افق کہتے ہیں جیسے فضا کی ایک طرف زمین ہے اور دوسری طرف آسمان۔ تو یہ آخری حدِ نگاہ پر جہاں ملتے نظر آئیں وہ افق ہے (ج اُفاق) اور اُفاق بمعنی وسعتِ عالم جن میں کافی وسعت اور بُعد ہوتا ہے (م ف) ارشادِ باری ہے:

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (۵۳/۷) — اور وہ (جبرئیل آسمان کے) اونچے کنارے پر تھے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (۴۱/۵۳) — عنقریب ہم انھیں اطرافِ عالم میں بھی اور خود اُن کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھلائیں گے۔

۵۔ اَقْطَار: قَطَرَ بمعنی قطار میں کھڑا کرنا۔ کہتے ہیں قَطَرَ الْبَعِيْرُ اِلَى الْبَعِيْرِ اونٹوں کو ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۳۶/۴۰) اور یہ سب سیارے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

پھر اس لفظ کا استعمال کسی کام کو تیزی اور سرگرمی سے سرانجام دینے پر بھی ہونے لگا(مف) جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا (۷۳/۷) دن کے وقت تو آپ کو اور بھی بہت سے شغل ہوتے ہیں۔

ماحصل: (۱) شغل، عام ہے۔ کسی کام میں مشغول ہونا۔

(۲) خَاضَ، انہماک سے مشغول ہونا بُرے معنوں میں آتا ہے۔

(۳) اَفَاضَ، ایسی مشغولیت جو خود کو بھی فراموش کر دے۔

(۴) سَبْحًا، ایسی مشغولیت جس میں کاموں کی بھرمار کی وجہ سے تیز رفتاری کا پہلو نمایاں ہو۔

مشقت کے لیے دیکھیے "محنت مشقت"

۲۸ ــــــ مشقت میں ڈالنا

کے لیے اَعْنَتَ اور اِقْتَحَمَ کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ اَعْنَتَ: عنت بمعنی کسی شخص کا ایسے معاملہ میں پھنس جانا جس میں اس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو(مف) اور اَعْنَتَ بمعنی کسی دوسرے کو ایسی تکلیف یا مصیبت میں ڈال دینا۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ (۲/۲۲۰) اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔

۲۔ اِقْتَحَمَ، قَحَمَ (فی الامر) بمعنی بلا سوچے سمجھے کسی معاملہ میں داخل ہو جانا۔ اور اِقْتَحَمَ (الامر) بمعنی اپنے آپ کو مشقت کے ساتھ کسی معاملہ میں پھنسا دینا (منجد) اور اِقْتَحَمَ بمعنی کسی خوفناک جگہ میں گھس جانا(مف) ارشادِ باری ہے:

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ (۳۸/۵۹) یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ دھنسی چلی آ رہی ہے۔

ماحصل: اَعْنَتَ کسی دوسرے کے لیے اور اِقْتَحَمَ اپنے آپ کو کسی مہلک اور مشکل کام میں ڈالنے کے لیے آتا ہے۔

مشکل دیکھیے "بوجھل ہونا"

۲۹ ــــــ مشورہ کرنا

کے لیے شَاوَرَ، بَيَّتَ، تَنَاجٰى (نجو) اور اِئْتَمَرَ (امر) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ شَاوَرَ، بمعنی مشورہ کرنا۔ کسی معاملہ کے متعلق چند آدمیوں کا مل کر اس کے مختلف پہلوؤں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

				راتیں اور آٹھ دن چلی۔ اس ہوا نے ان کے گھروں میں ہی انھیں ختم کرکے نام ونشان تک مٹا دیا۔
۵	صالحؑ			قوم ثمود یا عادِ ثانیہ کی طرف مبعوث ہوئے۔ یہ قوم حجاز اور شام کے درمیانی علاقہ میں آباد تھی۔ بت پرستی کے علاوہ بداخلاقی میں بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ فن سنگ تراشی میں ماہر تھی اور پہاڑوں کو تراش خراش کر پورے شہر آباد کر رکھے تھے۔ اس قوم نے حضرت صالحؑ سے ایک گابھن اونٹنی کا معجزہ طلب کیا کہ وُہ ان کے سامنے پہاڑ سے برآمد ہو اور بچہ جنے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ بھی دکھلا دیا لیکن یہ قوم پھر بھی ایمان نہ لائی اور اونٹنی کی خوراک کی باری بھی برداشت نہ کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں آخر چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ حضرت صالحؑ اپنے ساتھ ایمان لانے والے ۱۲۰ آدمیوں کو لے کر فلسطین کی طرف چلے گئے اور رملہ کے قریب جا کر آباد ہو گئے۔ اسی مقام پر حضرت صالحؑ نے وفات پائی۔
۶	ابراہیم	۱۷۵	۱۹ / ۲۰۱۵ ق۔م	آپ کی قوم بت پرست اور نجوم پرست تھی۔ آپ کا باپ آزر نمرود شاہِ عراق کی طرف سے شاہی بت خانہ کا مہنت اور محافظ تھا۔ یہ بت تراش بھی تھا اور بت فروش بھی۔ آپ نے شاہِ نمرود کے دربار میں جا کر اس کو مناظرہ میں لاجواب کیا۔ باپ سے بھی جھگڑا ہوا تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ گھر سے نکل جاؤ ورنہ رجم کر دوں گا۔ آپ نے بت خانہ کے بُت توڑے تو آپ کو آگ میں ڈالا گیا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے بال بال بچا لیا۔ آخر آپ ہجرت کرکے فلسطین چلے گئے۔ پھر مصر کی طرف گئے تو شاہی کارندے آپ کی بیوی سارہ کو پکڑ کر لے گئے۔ جس سے بادشاہ کو کافی تکلیف پہنچی۔ بالآخر اس نے اپنی بیٹی ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خادمہ بنا کر ساتھ کر دیا۔ اسی ہاجرہ سے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے۔ آپ نے ماں بیٹے کو اللہ کے حکم سے کعبہ شریف کے قریب لا بسایا۔ جب حضرت اسماعیل جوان ہوئے تو ان کی قربانی کا مرحلہ پیش آیا۔ اس امتحان میں دونوں باپ بیٹا پورے اترے۔ پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کا فریضہ بھی سرانجام دیا اور اس کی خدمت حضرت اسماعیلؑ کے سپرد کی۔ اور بیت المقدس کی تعمیر کرکے اس کی خدمت حضرت اسحاقؑ کے سپرد کی۔ زندگی بھر آپ پر کڑی سے کڑی آزمائشیں آئیں۔ ان سب میں آپؑ پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا "خلیل" قرار دیا۔ اور رہتی دنیا کے لیے آپ کو سب کا امام اور پیشوا بنا دیا۔
۷	لُوطؑ		۱۹ / دو ہزار ق۔م	حضرت ابراہیمؑ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور اُن کی نبوت پر ایمان لائے۔ جب حضرت ابراہیمؑ مصر کی طرف ہجرت کر گئے تو آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ شرق اردن میں بحر میت یا بحر لوط کے اردگرد سدوم اور عمورہ کی بستیاں آپ کا تبلیغ کا علاقہ تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ